ĪQĀN (9) Vol. 05, No. 01, Dec-2022

eISSN: 2617-3336
pISSN: 2617-3700

عصری سماجی علوم میں قصص الحدیث کی ضرورت واہمیت اور دعوتی مباحث

Need for Qasas-Ul- Hadith in Contemporary Social Sciences and its Guidance Aspects

Dr. Muhammad Naveed[1] < h.m.naveed91@gmail.com >
Dr. Nadeem Abbas[2] < abbas.nadeem@uog.edu.pk >
[1]*Ph.D. Graduate, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.*
[2]*Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.*

ABSTRACT

Man naturally is attracted towards stories. The message communicated via stories lasts longer in memories than those without having any story form. It effectively imparts the message. From prophets to the commons and from scholars to lay man, each has employed the story telling methodology for effective and result oriented communication. It shows that communicative method of story telling has remained quite successful. Story telling method has been acknowledge as a successful method in modern pedagogy for teaching and preaching. In all religions, the divine communication has also relied on narrative method. More significantly, holy Quran and Prophet Muhammad ﷺ has used this method quite successfully. This paper seeks to argue that tried and tested for centuries, the story telling method has been used with great expertise and care by Prophet Muhammad ﷺ in his speeches to his audience. Since he was concerned to communicate his message very effectively, he not only used it but advanced this art on its climax. This paper will outline the etymology of "قصّہ" story telling and spell out its significance through Quran and Hadith literature. It will also highlight the spiritual aspects & future possibilities of research in this field.

Received: 07-Dec-22
Accepted: 23-Jan-23
Online: 26-Jan-23

KEYWORDS
Qasas-Ul-Hadith, Stories, Spiritual, Preaching, Hadith. Contemporary,

1. موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر:

انسان فطرتی طور پر قصص و حکایات میں رغبت رکھتا ہے۔ انبیاء و اولیاء اور علماء سے عامۃ الناس تک ہر طبقہ کے افراد میں اس کے رجحانات بڑے واضح رہے ہیں۔ قصص و حکایات کے ذریعہ پیغام رسانی اور دروس و عبر کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا۔ قرآن و سنت کا منہج و اسلوب بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قصص کو واشگاف اہمیت دے کر انہیں صاحبان عقل و دانش کے لیے عبرت اور راہنمائی کا حامل ٹھہرایا ہے۔ کتاب لاریب میں گذشتہ اقوام کے متعلق فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔"[1]

"یقیناً ان کے قصص و واقعات میں اہلِ عقل کے لئے عبرت ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جابجا قصص و واقعات بیان فرمائے اور ان سے عبرت پکڑنے اور نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ انسان کے قصص و واقعات میں گہری دلچسپی رکھنے کا سبب یہ ہے کہ وہ تعلیم و تعلم، تبلیغ و اصلاح اور نتیجہ خیز معلومات کو کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں جو قلب میں اتر کر انسانی سوچ پر اثر انداز ہونے میں تاخیر نہیں کرتے۔ یہ کہنا بجا ہے کہ انسانی تخلیق کی ابتداء سے آج تک اس میدان کو ہر عہد میں برابر حیثیت اور مقام و مرتبہ حاصل رہا ہے۔ قصص القرآن کے موضوع پر اہل علم نے کثیر علمی مواد چھوڑا ہے۔ قصص الحدیث پر بھی علمائے اسلام نے نوک قلم کو حرکت دی ہے مثلاً: القصص النبوی ﷺ دروس و عبر، سعید بن مصطفی دیاب، روائع القصص النبوی ﷺ، خالد جمعہ، من صحیح القصص النبوی ﷺ، سعد یوسف، القصص فی الحدیث النبوی ﷺ، محمد بن حسن الزیر، قصص الرسول ﷺ واصحابہ فی صحیح الحدیث النبوی، عمر سلیمان الاشقر، قصص البخاری، محمد ظفر اقبال اور قصص الحدیث محمد زکریا اقبال وغیرہم۔ لیکن قصص الحدیث کے تشریحات کے ضمن میں کئی پہلو ابھی تشنہ ہیں جن کو منظر عام پر لانا انتہائی اہمیت کا حامل ہو گا۔ اس علمی و تحقیقی کام کے نتیجہ میں ناآشنا افراد کے لئے ہدایت کی نت نئی راہیں کشادہ ہوں گی۔ احادیث میں وارد قصص و واقعات کی روشنی میں عصر حاضر کے بہت سے شرعی اصول و مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے، مثلاً: حکمرانوں کے لئے قیادت کے اصول، باغبانوں کے لئے باغبانی کے اصول، اساتذہ کے لئے تعلیم کے اصول سیاستدانوں کے لئے سیاسی اصول، اطباء کے لئے طب کے اصول اور اہلِ خانہ کے لئے خانہ داری کے اصول۔ اسی طرح مزدور کے لئے مزدوری کے اور افسر کے لئے انتظامی اصول، تاجر کے لئے تجارت کے اور عابد کے لئے عبادت کے۔ الغرض مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے ان سے متعلق اصول و ضوابط مرتب کئے جاسکتے ہیں۔ درج بالا تحقیقی موضوع کے ضمن میں تشریحات اور اصول و ضوابط کی تفہیم کے لیے عصری

1۔ یوسف:111

سماجی علوم میں قصص الحدیث کی ضرورت واہمیت اور دعوتی مباحث پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

"قصص الحدیث" دو الفاظ سے مرکب ہے، ایک "قصص" اور دوسرا لفظ "حدیث" ہے۔ لفظ "قصص" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا واحد قصہ ہے، اور یہ تین طرح پڑھا جا سکتا ہے: قُصّہ[1]، قَصّہ[2] اور قِصّہ، حرفِ "قاف" کی حرکت کے تبدیل ہونے کے ساتھ ان کے معانی میں بھی تبدیلی لازم ہے، تاہم قِصَص الحدیث میں مذکور لفظِ "قِصَص" کی واحد "قِصَّہ (بکسرِ القاف)" ہے، المعجم الوسیط میں ہے:

"(الْقِصَّــة) الَّتِي تكْتب وَالْجُمْلَة من الْكَلَام والْحَدِيث وَالْأَمر وَالْخَبَر والشــأن وحكاية نثرية طَوِيلَة تســتمد من الخيال أَو الْوَاقِع أَو مِنْهُمَا مَعًا وتبنى على قَوَاعِد مُعينَة من الْفَنّ الْكِتَابِيّ (محدثة) (ج) قصَص"[3]

"الْقِصَّــة: جو لکھا جاتا ہے، کلام میں سے کوئی جملہ، گفتگو، معاملہ، خبر ایسی طول نثری حکایت، جس سے خیال یا واقعہ طویل ہو جائے یا وہ دونوں طویل ہو جائیں۔ اور یہ (قصہ گوئی) کتابی فن پر مدد کرنے والے قواعد میں سے ہے۔ اور اس کی جمع قِصَص ہے۔"

"قَصَص" اور "قِصَص" کی بابت صاحب لسان العرب لکھتے ہیں:

"والقَصَصُ: الخبرُ المَقْصوص، بِالْفَتْحِ، وُضِعَ مَوْضِعَ الْمَصْدَرِ حَتَّى صَارَ أَغْلَبَ عَلَيْهِ.
والقِصَص، بِكَسْرِ الْقَافِ: جَمْعُ القِصّة الَّتِي تُكْتَبُ"[4]

"اور القَصَــصُ (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس خبر کو کہتے ہیں، جو قصہ کے طور پر سنائی گئی ہو، اور اس کو مصدر کی جگہ رکھا گیا، حتیٰ کہ یہی غالب ہو گیا، اور القِصَص (قاف کے کسرہ کے ساتھ) قِصّہ کی جمع ہے، جو لکھے جاتے ہیں۔"

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ ماضی کی کوئی حکایت یا واقعہ ہی لفظِ "قِصّہ" کا اصل مفہوم ہے اور عرف میں اسی کا اعتبار

---

1 - الافریقی، محمد بن مکرم، ابو الفضل، **لسان العرب** (بیروت، دار صادر، ط3، 1414ھ)، 7:73

2 - ایضاً، 76

3 - مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ "ابراہیم مصطفی / احمد الزیات / حامد عبد القادر / محمد النجار"، **المعجم الوسیط** (قاہرہ: دار الدعوۃ، س ن)، 2:740

4 - الافریقی، **لسان العرب**، 7:74

کیا جاتا ہے، جبکہ اس کی جمع "قِصَص" آتی ہے جیسا کہ حِصّہ کی جمع "حِصَص" آتی ہے[1]، تاہم قَصَص (قاف کے فتحہ کے ساتھ) مصدر ہے، اور یہ اس خبر کو کہتے ہیں، جس کو بطور قِصّہ وحکایت کے بیان کیا گیا ہو۔

قصص الحدیث میں دوسرا لفظ "حدیث" ہے، لغت کی رو سے "حدیث" کے معانی میں "ہر وہ شے جس کے ذریعے بات ہو سکے، کلام، خبر، نئی چیز یا بات، قدیم کی ضد، وہ خبر جس کو قلیل وکثیر پر لایا جا سکے" شامل ہیں، جبکہ اصطلاح میں وہ قول، فعل یا تقریر جسے نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو، حدیث کہلاتا ہے۔[2] تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا، یا بات کہی اور آپ ﷺ یا کسی اور نے اسے منع نہیں فرمایا، بلکہ سکوت فرما کر اسے مقرر رکھا۔[3] "قِصَص اور حدیث" کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ قِصَص الحدیث سے مراد وہ حکایات واقعات ہیں، جن کو خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

2۔ قصص الحدیث کی ضرورت واہمیت اور دعوتی مباحث:

جس طرح قصص القرآن خاص اہمیت کے حامل ہیں، ایسے ہی قصص الحدیث انسانیت کی فلاح وبہبود اور رہنمائی کے لیے شاندار دروس وعبر منظرِ عام پر لاتے ہیں، قصص الحدیث کی عصری افادیت واہمیت اور روحانی واصلاحی پہلو کے حصول کے لیے قرآن کریم کی طرح حدیث مبارک بھی مصدری حیثیت کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اقوام عالم کو راہ راست پر لانے اور پیغامات الہیہ کی سہل وآسان تفہیم کے لیے ان حالات سے ملتے جلتے قصص بیان فرمائے جس سے انہوں نے حکم وارادہ ربانی کا بآسانی فہم حاصل کر لیا تھا۔ عصر حاضر کی فکری انتشار کی کیفیات ان قصص وواقعات کی آسان تشریحات کا تقاضا پھر سے کر رہی ہیں۔ جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے قصص سے مستفاد تشریحات سامنے لائی جا رہی ہیں ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

i۔ قرآن کریم میں قصص:

قرآن کریم سے حضرت آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل، یوسف، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام، اصحابِ کہف اور بنی اسرائیل وغیرہ اسی طرح فرعون، نمرود، قارون، ہامان، قوم عاد وثمود وغیرہ کے قصص اپنے اندر معنی خیز وسعت رکھتے ہیں جن سے کبھی قلوب واذہان راحت پاتے ہیں

---

1 - فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، ابوطاہر، **القاموس المحیط** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط8، 1426ھ، 2005ء)، 1:615

2۔ العثیمین، محمد بن صالح، مصطلح الحدیث (قاہرہ: مکتبۃ العلم، ط1، 1415ھ، 1994ء)، 1:5

3۔ ملا علی القاری، ابوالحسن، نور الدین، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الأثر (بیروت، دار الارقم، س ن)، 171

اور پریشانی کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ قصص حکمت ربانی اور شرعی مسائل کی جہت کے تعین کی تفہیم میں بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ جو بسا اوقات بلاواسطہ اوامر و نواہی سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قصص کو بیان فرمایا اور اسلوب یہ رکھا کہ پہلے قصہ بیان کیا پھر دروس وعبر کی طرف اشارہ کر دیا، یا پہلے دروس وعبر کی طرف اشارہ کر دیا اور پھر قصہ بیان کیا جیسا کہ کلام خداوندی ہے:

"يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۔ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۔ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۔ "[1]

اے بنی اسرائیل میرے احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور میں نے ہی تم کو جہانوں پر فضیلت دی۔ اور ڈر جاؤ اس دن سے، جس میں کوئی جان کسی جان کا بدلہ نہیں ہو گی، ان کی سفارش قبول کی جائے گی نہ ان سے معاوضہ لیا جائے گا، اور وہ مدد بھی نہیں کیے جائیں گے۔ اور جب ہم نے تم کو آلِ فرعون سے نجات دی، جو تمہیں برا اور سخت عذاب دیتے تھے، تمہارے ذکور کو ذبح کر دیتے تھے، تاہم تمہاری اِناث کو زندہ رکھتے تھے، اور اس سلوک میں تمہارے رب کی طرف سے عظیم آزمائش تھی۔ اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور تمہیں نجات دی جبکہ فرعونیوں کو غرق کر دیا، اور تم خود یہ سب دیکھ رہے تھے۔

ii۔ احادیث مبارکہ میں قصص:

جس طرح قرآن مجید میں دروس وعبر کے لئے قصص کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث رسول ﷺ میں بھی قصص کا ذکر ملتا ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ میں کچھ ایسے قصص ہیں جو عہد رسالت سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ قصص ایسے بھی ہیں جو پہلے انبیاء اور ان کی اقوام سے متعلق ہیں۔ جن میں عقیدہ، احکامات، عبادات، اخلاقیات، آداب اور دعوت و تربیت کے نمایاں اشارات ملتے ہیں بالخصوص پر اثر دعوت دین کے لیے قصص کا انتہائی اہم کردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دعوت حق دیتے وقت جو اسالیب اختیار فرمائے تھے ان میں ایک قصص الحدیث بھی تھا جن کی تاثیر ناقابل تسخیر ثابت ہوئی ہے۔، ذیل میں چند قصص الحدیث اور ان کے دعوتی مباحث ذکر کیے گئے ہیں۔

1۔ البقرہ:47- 50

ا۔ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے جریج نامی شخص کا قصہ بیان فرمایا:

"كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ، فَأَنْشَأَ صَوْمَعَةً، فَجَعَلَ يَعْبُدُ اللَّهَ فِيهَا فَأَتَتْهُ أُمُّهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَنَادَتْهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَتَتْهُ يَوْمًا ثَانِيًا فَنَادَتْهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَتَتْهُ يَوْمًا ثَالِثًا، فَقَالَ:صَلَاتِي وَأُمِّي، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ أَوْ يَنْظُرَ فِي وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ، قَالَ: فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَوْمًا جُرَيْجًا، فَقَالَتْ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَفْتِنَهُ فَتَنْتُهُ، قَالُوا: قَدْ شِئْنَا، قَالَ: فَانْطَلَقَتْ فَتَعَرَّضَتْ لِجُرَيْجٍ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَةِ جُرَيْجٍ بِغَنَمِهِ فَأَمْكَنَتْهُ نَفْسَهَا فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَوَثَبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَضَرَبُوهُ، وَشَتَمُوهُ، وَهَدُّوا صَوْمَعَتَهُ، فَقَالَ لَهُمْ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا،قَالَ:وَأَيْنَ الْغُلَامُ؟ قَالُوا: هُوَ ذَا.قَالَ: فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَضَرَبَهُ بِإِصْبَعِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ، مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ الرَّاعِي، قَالَ: فَوَثَبُوا يُقَبِّلُونَ رَأْسَهُ، قَالُوا لَهُ: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ ابْنُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ۔"[1]

بنی اسرائیل میں ایک جریج نامی شخص تھا، جس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا، اور اس میں اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا، ایک دن اس کی ماں اس کے پاس آئی، اور اسے ندا دی، لیکن جریج نے اس کی طرف توجہ نہ دی، پھر دوسرے دن بھی ماں آئی اور جریج کو ندا دی، لیکن جریج تھا کہ اس نے التفات ہی نہ کیا، تیسرے دن بھی یہی معاملہ ہوا، اس نے (دل ہی دل) میں کہا کہ ایک طرف میری عبادت ہے اور دوسری طرف ماں۔ بہر حال ماں اللہ تعالیٰ سے یوں گویا ہوئی: اے اللہ! تو جریج کو تب تک موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کے چہرے کو نہ دیکھ لے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دن اسرائیلی لوگ جریج کا تذکرہ کر رہے تھے، تو ان میں سے ایک بدکار عورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جریج کو کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر دوں؟ انہوں نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ پس وہ بدکار عورت جریج کے پاس گئی اور اس کو بدکاری کی دعوت دی، تاہم جریج نے التفات نہ کیا، سو وہ جریج کی بکریوں کے چرواہے کے پاس گئی جو اسی گرجا گھر میں رہتا تھا، اور اس سے منہ کالا کیا، بعد ازاں حاملہ ہوئی اور ایک بچے کو جنم دیا، اور

1۔ ابن حبان، محمد بن حبان، امام، **الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان** "معروف بہ صحیح ابن حبان" (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ط1، 1408ھ، 1988ء)، **حدیث**: 6489

ڈنڈھوارا پیٹنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ پس اسرائیلی لوگ جریج پر بھاگ دوڑے، اس کو زدوکوب کیا، گالم گلوچ کیا، حتیٰ کہ اس کا گرجاگھر بھی گرادیا۔ جریج ان سے کہنے لگا: مجھے بتاؤ تو سہی کہ میرا قصور کیا ہے، انہوں نے کہا کہ تونے اس بدکار سے منہ کالا کیا ہے، جس نے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ اس نے کہا کہ بچہ کہاں ہے؟، انہوں نے بچہ سامنے کر دیا، پس جریج نے ادھر ہی دو رکعات نماز ادا کی اور بچے کے پاس آکر اسے انگلی سے ٹھوکر لگائی اور کہا کہ اے بچے! بتا تیرا باپ کون ہے، اللہ کی قدرت سے بچہ بول اٹھا اور کہا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ پھر جریج کی طرف لپکے، اس کا سر چومنے لگے، اور اسے آفر دی کہ ہم اب تمہارا گرجاگھر سونے کا بنائیں گے، لیکن جریج نے کہا کہ اس کی مجھے کوئی حاجت نہیں، پس آپ لوگ جیسے پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا، ایسے ہی بنادیں۔

اس قِصّہ کے دعوتی مباحث درج ذیل ہیں:

الف۔ ادب کا تقاضا: ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی کسی شخص سے ملاقات کرنے جائیں تو دیکھ لیں کہ کہیں وہ مصروف تو نہیں ہے، مثلاً قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہو، یا کوئی وظیفہ کر رہا ہو، یا عمداً تنہائی میں بیٹھ کر لکھ رہا ہے، یا سونے کی تیاری میں ہے، یا کسی اور قرینہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس سے ملاقات کی تو وہ لازمی طور پر کسی حرج میں مبتلا ہو گا اور اسے پریشانی ہو گی، تو ان مواقع پر بلا ضرورت سلام وکلام سے پرہیز کرنا چاہیے، فوراً چلے جانا چاہیے یا کوئی ضروری امر ہے تو مخاطب سے پوچھ لیں کہ میں کسی ضرورت کے تحت آپ کے پاس آیا ہوں، اگر آپ کو وقت درکار ہے تو میں عرض کروں؟، اگر اجازت مل جائے تو کہہ دے، نہیں تو فرصت کا انتظار کرلے، اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جائے، تو تب مل لے۔ یہ حکم تمام کو عام ہے، ہاں اگر پھر بھی کسی فوراً کام کے پیش نظر نہ کہ جان بوجھ کر عبادتِ خداوندی سے روکنے کی غرض سے والدین کوئی کام کہتے ہیں، تو ان کی اطاعت کرنا اور ان کا خیال رکھنا لازم وضروری ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات بوقت عبادت بھی ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے درس ملتا ہے۔

ب۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک: امام ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جریج اگر فقیہ ہوتا، تو اسے معلوم ہوتا کہ ماں کی بات کا جواب دینا عبادت سے بھی افضل اولیٰ ہے۔[1] والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، ماں باپ کی نافرمانی دوزخ کے دروازہ کھلنے کا ذریعہ ہے، ماں باپ کی بد دعا بڑے سے بڑے متقی کو آفت میں ڈال دیتی ہے، جیسا کہ حدیث مذکورہ میں جریج

[1] ۔العسقلانی، احمد بن علی، ابن حجر، **فتح الباری شرح صحیح بخاری** (بیروت: دارالمعرفہ، 1379ھ)، 6:482

اسرائیلی نے نماز کی وجہ سے ماں کی پکار کا جواب نہ دیا، تو مصیبت میں پھنس گیا، کہ اسے زنا کی تہمت لگی، لوگوں نے مارا، اگر چہ پھر اپنی نیکیوں کی وجہ سے نجات پا گیا کہ شیر خوار بچے نے اس کی پاکدامنی کی گواہی دی، جس سے اس کی گئی ہوئی عزت واپس آئی، مگر ماں کی ناخوشی نے اپنا رنگ دکھا دیا، ماں باپ کی نافرمانی ان کی بد دعا سے رب کی پناہ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے لیے اپنے ماں باپ کے بارے میں مطیع ہو گیا، تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ان (والدین) میں سے ایک ہو، تو پھر ایک دروازہ، اور جو اپنے والدین کے متعلق اللہ کا نافرمان ہو گیا، تو اس کے لیے آگ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر (والدین میں سے) ایک ہو، تو ایک دروازہ، ایک شخص نے عرض کیا: اگر چہ وہ ظلم کریں؟ فرمایا: اگر چہ اس پر ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں۔1

غیر محرم عورتوں سے پرہیز: غیر محرم عورتوں سے بچنا چاہیے، خاص کر مشتہات عورتوں کے بغیر شرعی ضرورت کے نزدیک بھی نہیں آنا چاہیے۔ اگر چہ جریج نے فاحشہ کی طرف میلان نہ کیا، لیکن فاحشہ نے پھر بھی جریج اسرائیلی کو بدنام کیا، لہذا کسی غیر محرم عورت خصوصا جب وہ فاحشہ اور مشتہات ہو، کے پاس نہیں جانا چاہیے، کیونکہ حدیثِ رسول ﷺ کے تناظر میں عورت کی طرف دیکھنا، شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔[2]

د۔ زنا ایک لعنت: جریج کو بدنام کرنے والی عورت نے چرواہے سے زنا کیا، زنا ایک لعنت ہے، زنا کرنے والوں مردوں اور عورتوں کو نبی اکرم ﷺ نے خواب میں برہنہ جسم جلتے ہوئے تنور میں دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا تھا۔[3] چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سامنے ننگے ہوتے تھے، اس لیے انہیں دوزخ میں ننگا رکھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں۔ اس سے عصر حاضر کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں، جو نیم عریاں لباس میں باہر پھرتے ہیں، نیز انہوں نے دنیا میں آتش شہوت بے جا بھڑکائی، لہذا وہ بھڑکتی آگ میں جلائے گئے، شہوت اپنے محل پر خرچ ہو، تو نور ہے اور بے محل خرچ ہو تو نار۔ آخرت تو دور کی بات اگر اسلامی قانون کے حساب سے دنیا میں ہی زانی اور زانیہ کو سزا دی جائے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ شادی شدہ ہیں یا نہیں، بصورت اول انکو رجم کر دیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک میں اس کی مثال ملتی ہے،[4] بصورت دیگر اگر زناکار غیر شادی شدہ ہیں، تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1۔ ملا علی، القاری، ابو الحسن، نور الدین، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح** (بیروت: دار الفکر، ط1، 1422ھ، 2002ء)، حدیث: 4943

[2]۔ الخرائطی، ابو بکر، محمد بن جعفر، **اعتلال القلوب** (ریاض: مکہ مکرمہ، نزار مصطفیٰ الباز، ط2، 2000ء)، 1: 137

3۔ ابن حبان، **الصحیح**، حدیث: 655

[4]۔ البخاری، امام، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 1999ء)، حدیث: 2695

CC BY

"الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ-"[1]

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) دُرّے لگاؤ اور تمہیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں (ذرا) رحم نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اہل ایمان کا ایک گروہ ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ کرے۔"

اس کارِ سیاہ یعنی زنا کا بے ہودہ ہونا، ہر اہل دانش و عقل پر عیاں ہے، حدیث مبارک ملاحظہ ہو، کہ اس سے ذرّہ برابر بھی خلش دور ہو جائے گی انشاء اللہ۔ ایک شخص نبی محتشم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے، اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی محتشم ﷺ نے اسے فرمایا کہ میرے نزدیک آجاؤ، وہ نبی محتشم (ﷺ) کے قریب جا کر بیٹھ گیا، نبی محتشم (ﷺ) نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟، اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی محتشم (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟، اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی محتشم (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی ہمشیرہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی محتشم (ﷺ) نے اسے فرمایا: لوگ بھی اس کارِ سیاہ کو اپنی ہمشیرہ کے لیے پسند نہیں کرتے، نبی محتشم ﷺ نے پھر پوچھا کہ کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں کارِ سیاہ کو پسند کرو گے؟، اس شخص نے جواباً کہا: اللہ کی قسم! کبھی بھی نہیں، میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں، تو نبی محتشم (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟، اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی محتشم (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر نبی محتشم (ﷺ) نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی (زنا کے لیے) کسی عورت کی طرف التفات بھی

1۔ النور:02

نہیں کیا۔"[1] نبی اکرم ﷺ کے اس حکیمانہ اور مشفقانہ اندازِ تکلّم نے اس کے سامنے اس کارِ سیاہ کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا، اور شاید اس حدیث کو جو بھی سنے گا یا پڑھے گا، اس پر اس فعل کی قباحت بالکل عیاں ہو جائے گی۔

زنا کے دور رس برے نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے، تو ثابت ہوتا ہے کہ اس سے تکلیف دِہ اور جان لیوا امراض بڑی کثرت سے پھیلتے ہیں، اِناث کی عظمت کا چاند ماند اور پھیکا پڑ جاتا ہے، خواتین ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری چیز بن جاتی ہیں، پھر اس فعلِ بد کے ارتکاب سے اس کی زندگی کے احوال و آثار اور اس کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے، اور حرامی اولاد باپ کی شفقت سے محروم ہوتی ہے۔ ایسی عورت سارے معاشرے میں پھر کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی، اس کی وجہ فتنے پھیلتے ہیں۔ بشمول اس کے متعلقہ دیگر افراد بھی اس چنگاڑی میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں، چند لمحات کی لذت کے لیے اتنی قیمت ادا کرنا کوئی اہلِ دانش پسند نہیں کرتا، نہی کج رویوں اور روح کو مرجھانے والے امور کی وجہ سے قرآن کریم نے واشگاف الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اس کارِ سیاہ کا ارتکاب تو بعید، اس کے قریب بھی مت پھٹکو، یعنی وہ تمامی امور جو اس گھناؤنے فعل کی ترغیب دیتے ہیں، ان سے پرہیز کا تاکیدی حکم دے دیا گیا، جذبات کو بھڑکانے والے تنگ وچست لباس سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے کہ یہ امور ہیجانی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا-"[2]

"اور بدکاری کے نزدیک بھی مت آو، یقیناً بے حیائی کا کام اور نہایت برا راستہ ہے۔"

کیا دانشمندانہ اور حکیمانہ اندازِ تکلّم ہے، اور حقیقت کی نہایت مؤثر تصویر کشی ہے، اللہ تعالیٰ غور و فکر کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کا قصّہ بیان فرمایا:

"نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ."[3]

1۔ احمد بن حنبل، امام، **المسند** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ط1، 1421ھ، 2001ء)، حدیث: 22211

2۔ الاسراء: 32

3۔ ابن حبان، **الصحیح**، حدیث: 540

"ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا، کانٹے کی ایک شاخ راستے پر سے ہٹادی، یا تو وہ شاخ درخت پر (جھکی ہوئی) تھی (آنے جانے والوں کے سروں سے ٹکراتی تھی)، اس نے اسے کاٹ کر الگ ڈال دیا، یا اسے کسی نے راستے پر ڈال دیا تھا اور اس نے اسے ہٹا دیا، تو اللہ اس کے اس کام سے خوش ہوا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

اس قصّہ کے دعوتی مباحث درج ذیل ہیں:

الف: انسانیت کی خدمت میں کامیابی: ان احادیث مبارکہ سے یہ درس ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانوں کو تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا، نجات و کامیابی کا ذریعہ ہے، اس کی اہمیت صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کئے گئے، تو اچھے اعمال کی فہرست میں مجھے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نظر آیا اور برے اعمال کی فہرست میں مسجد کے اندر ایسا تھوکنا بھی نظر آیا، جسے مٹی میں نہ ملایا جائے۔[1] لہذا رستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی یا گندگی وغیرہ جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو اذیت پہنچنے کا خدشہ ہو، اس کو دور کر دینا بھی نیکی ہے، جس پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور کام بھی نیکی کا ہے۔

ب۔ اعمالِ صغیرہ میں اجر: سبحان اللہ! کیا رب تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملیں، وہ معمولی کام جن میں نہ خرچ ہو نہ تکلیف، ثواب کا باعث بن گئے[2]، کسی کو راستہ بتا دینا، یا مسئلہ سمجھا دینا، بھی ثواب کا باعث ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا صدق دل سے شکر بجالانا چاہیے، جس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی مومنین کے لیے بے حساب ثواب رکھا ہے۔

۳۔ ایک مقام پر آپ ﷺ نے قصہ بیان فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ إِذْ رَأَى سَحَابَةً فَسَمِعَ فِيهَا صَوْتًا: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَجَاءَ ذَلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَا فِيهِ فِي حُرَّةٍ.

1۔ مسلم، امام، ابن الحجاج، ابو الحسن، القشیری، **المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ** (بیروت، دار احیاء التراث العربی، س،ن)، حدیث:553

2۔ مبارکپوری، ابو حسن، عبید اللہ بن محمد، **مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح** (بنارس الہند: جامعہ سلفیہ، ادراۃ البحوث العلمیہ والدعوۃ ولافتاء، ط، 3، 1404ھ)، 340:6

قَالَ: فَانْتَهَيْتُ، فَإِذَا فِيهَا أَذْنَابُ شِرَاجٍ، وَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشُّرَجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتِ الْمَاءَ فَسَقَتْهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَجُلٍ قَائِمٍ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فِي حَدِيقَةٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: فُلَانٌ -الِاسْمُ الَّذِي سَمِعَ فِيَ السَّحَابَةِ- قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُنِي يَا عَبْدَ اللَّهِ عَنِ اسْمِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ فِيَ السَّحَابَةِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهَا يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ بِاسْمِكَ، فَأَخْبِرْنِي مَا تَصْنَعُ فِيهَا. قَالَ: أَمَا إِذَا قُلْتَ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا خَرَجَ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثَهُ، وَأُعِيدُ فيها ثلثه-[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی جنگل میں تھا، تبھی اس نے بادل دیکھے اور ان میں سے ایک آواز سنی کہ (اے بادل!) فلاں شخص کے باغ کو سیر اب کر۔ پس وہ بادل اُدھر باغ کی طرف مڑ گئے اور وہاں ایک پتھریلی جگہ پر برس گئے، وہ شخص ادھر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کچھ نالیوں کے سِرے دکھائی دے رہے ہیں، ان میں سے ایک نالی میں بادل کا پانی بھر گیا، اور اس باغ کو سیر اب کرنے لگا۔ جس شخص کے کان میں بادل سے آواز پڑی تھی وہ شخص کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص اپنے بیلچے کے ساتھ پانی اِدھر اُدھر باغ میں لگا رہا ہے، میں نے اس کو کہا کہ اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟، اس نے کہا: فلاں، وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ اے اللہ کے بندے تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟، اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے اس بادل میں سے جس کا یہ پانی تم اپنے باغ میں لگا رہے ہو، ایک آواز سنی ہے کہ تمہارا نام لے کر کہا گیا کہ اس کے باغ کو سیر اب کرو۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ اس باغ میں ایسا کیا کرتے ہیں؟، جو یہ معاملہ ہے، اس شخص نے جواباً کہا کہ اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں اس باغ کی کمائی کے تین حصے کرتا ہوں، ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی سے خود اور اہل و عیال کو کھلاتا ہوں، اور ایک تہائی واپس اسی باغ پر لگا دیتا ہوں۔

اس قِصّہ کے دعوتی مباحث درج ذیل ہیں:

الف: سلام و آداب: جب کوئی انجان آدمی کسی کے پاس کسی غرض سے جائے، تو سلام و آداب کے بعد اپنا نام اور کام بتائے، جیسا کہ حدیث مبارکہ سے درس مل رہا ہے، اور جس کے پاس گیا ہے، اس کو بھی آنے والے کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے۔

ب۔ کنجوسی ایک مہلک مرض: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کنجوسی نہیں کرنی چاہیے، جہاں اللہ تعالیٰ نے بے جا مال کے ضیاع سے منع فرمایا ہے، وہاں کنجوسی سے بھی منع فرمایا ہے، عباد الرحمٰن کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1]۔ ابن حبان، **الصحیح**، حدیث: 3355

CC BY

"وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا۔"[1]

"اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں، تو نہ وہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا میانہ روی پر ہوتا ہے۔"

رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ ظلم کرنے سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو، کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کردہ کو حلال اپنایا۔[2] لہٰذا اسراف یعنی ناجائز جگہ پر خرچ کرنا، یا جائز جگہ پر حد سے زیادہ تجاوز کرنا اور کنجوسی دونوں ہی مذموم عادات ہیں، حتی الامکان اس بیماری سے بچنا چاہیے۔

ج۔ بادلوں پر فرشتہ کی تقرری: معلوم ہوا کہ بادل پر فرشتہ مقرر ہے جس کے حکم سے بادل آتے جاتے برستے اور کھلتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نیک بندوں کے طفیل بھی بارش ہوجاتی ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں اس شخص کی وجہ سے بارش ہوئی، جو اپنا تہائی مال اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتا تھا۔

د۔ عباد اللہ کی عزت افزائی: سبحان اللہ! اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھریلے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اس نالی کے ذریعہ اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا، خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا، تاکہ اپنی مرضی سے جتنا چاہے، پانی لگا لے، مزید برآں اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا۔

ہ۔ اظہارِ نیکی: حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی پوشیدہ نیکیاں پوچھنا تاکہ خود بھی وہ نیکی کرے، جائز ہے بلکہ بہتر و عمدہ ہے، قرآن کریم جو فرماتا ہے: "وَلَا تَجَسَّسُوْا"[3] "اور جاسوسی نہ کیا کرو" یہاں لوگوں کی عیب جوئی مراد ہے، یعنی لوگوں کے خفیہ عیب مت ڈھونڈو، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ جس کے کھیت کو سیراب کیا گیا، جب اس سے اس کی بابت سوال کیا گیا، تو اس کے جواب کا مفہوم یہ تھا کہ میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ میں اس کی پیداوار گناہ میں خرچ نہیں کرتا، اپنے بچوں سے روکتا نہیں، خدا کا حق بھولتا نہیں، ساری ایک دم خرچ نہیں کردیتا۔ شریعت اسلامی میں پیداوار کی زکوٰۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے اور چاندی سونے وغیرہ کی چالیسواں

---

[1]۔ الفرقان:67

[2]۔ مسلم: الصحیح، حدیث:2578

[3]۔ الحجرات:12

CC BY

حصہ۔ اپنی خفیہ نیکیاں کسی کو بتانا، تاکہ وہ بھی اس پر عمل کرے، ریاکاری نہیں بلکہ عین تبلیغ ہے، فخر نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا چاہیے کیونکہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔"[1]

"اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر کیجیے۔"

iii۔ قصص بحیثیت مرجع:

قصص بحیثیت مرجع صرف قرآن وحدیث میں ہی نہیں بلکہ جاہلی شعراء اور تاریخ اقوام عالم کا بھی حصہ ہے۔ عہد اسلامی میں قرآن وحدیث کے ذریعے سچے قصص وواقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی طرح حدیث نبویہ ﷺ میں کثیر تعداد میں قصص وواقعات موجود ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں قصص کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ قصص یقیناً ایسا فن ہے جو نہ صرف علوم کا حصہ رہا بلکہ تاریخ میں اسی کی ضرورت کے پیش نظر اس کو اہم قرار دیا گیا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ تاریخ کے باب میں قصص کی اہمیت دیگر تمام علوم وامور سے زیادہ ہے۔

قصص کے ذریعے سے کوئی بات لوگوں کو سمجھانا، ایسا طریقہ ہے جسے ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر زبان کے عقلاء اور فلاسفہ استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ آپ کو کوئی زبان ایسی نہ ملے گی، جس میں کوئی نہ کوئی قصہ مشہور نہ ہو، کوئی علاقہ اور کوئی زمانہ ایسا نہ ملے گا، جس علاقے اور جس زمانے سے متعلق کوئی خاص قصہ نہ ہو۔ مختلف زبانوں کے چند قصص درج ذیل ہیں:

1۔ اردو میں سب رس، قصہ احوال روہیدہ، مراۃ العروس اور نانی میشو

2۔ عربی میں — الف لیلہ ولیلہ اور کلیلہ دمنہ، حی بن یقظان، ابن الصباریہ، الصادع والسباعم

3۔ فارسی میں — سندبادنامہ، بختیارنامہ، قصہ چہار درویش اور سمک عیار

4۔ انگریزی میں — TRISTAN AND ISOLDE, ROMIO AND JEULIOT

5۔ پنجابی میں — ہیر رانجھا، سوہنی مہینوال، قصہ شاہ بہرام

6۔ سندھی میں — لیلاں چنیسر، مومل رانو

7۔ بلوچی میں — حانی وشہ مرید، شاہداد و ماہناز

---

[1] الضحیٰ:11

CC BY

8۔ کشمیری میں ہیمال ناگرے، لولری بامبور

غرضیکہ قصص بیان کرنے کا رواج بہت پرانا ہے اور ہر دور میں رہا ہے۔

3۔ خلاصہ بحث:

حاصل کلام یہ ہے کہ احادیث میں ذکر کردہ قصص اپنی سندی حیثیت سے تاریخ کی بنسبت زیادہ مضبوط اور درست ہیں۔ ان قصص کے دعوتی مباحث عصری سماجی مسائل میں از حد مؤثر ہیں۔ علماء کی کتب میں جزوی طور پر قصص سے دروس و عبر اور ترغیبات و ترہیبات کے حصول کے لیے حدیث نبوی ﷺ کی طرف رجحان رہا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے قصص الحدیث کو سماجی و معاشرتی میدان میں بنیادی حیثیت دی اور قصص کی روشنی میں امت مسلمہ کو دعوت دین کے فریضہ کی ادائیگی سے سرشار کیا، مثلاً: ادب کو ملحوظ رکھنا، والدین سے حسن سلوک، حفاظت نگاہ، بدافعالی سے بچاؤ، انسانیت کی خدمت، انسانی حقوق کو تکمیل، اعمال کے عوض اجر جزیل کی جانب توجہ، سلام کے آداب، سخاوت بجا لانا اور کنجوسی سے بچنا، انسانی عزت افزائی اور نیکی کا اظہار وغیرہ۔ علمائے اسلام و مصلحین امت نے نہ صرف قصص کو بیان کیا بلکہ پر اثر مواد بھی امت مسلمہ کو پیش کیا ہے۔ قصص القرآن، قصص الانبیاء اور قصص العرب کے موضوعات پر تو کافی مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد موجود ہے جن کا مقصد محض قصے سنانا نہیں بلکہ ان کے ذریعے درسِ عبرت دینا اور لوگوں کو پند و نصائح کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قابلِ التفات موضوع پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ تاکہ قصص الحدیث سے ثابت شدہ احکامات و اشارات امت مسلمہ تک پہنچانے میں آسانی کی راہ ہموار ہو سکے۔